اسٹیل مِلز اور ٹھیکیداروں میں رائج سریے کی خریداری کی ایک ناجائز صورت

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:pin-7280 تاریخ: 15-09-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر کسی بڑے ٹھیکیدار کو چند ماہ یا مخصوص مدت کے بعد سریا چاہئے ہوتا ہے، تو وہ اسٹیل مِل سے پہلے ہی خریداری کا معاہدہ کرلیتا ہے، تاکہ اسٹیل مِل اس وقت تک اتنا سریا تیار کر کے دیدے اور آئے روز مٹیریل کی جو قیمتیں بڑھ رہی ہیں، اس سے بھی بچت ہو جائے۔ ٹھیکیدار اور اسٹیل ملز کے مابین جو معاہدہ ہوتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں سریے کی کوالٹی، موٹائی، وزن، ادائیگی کی مدت اور ادائیگی کا مقام وغیرہ سب کچھ اس طرح طے کر کے خریداری ہوتی ہے کہ کسی معاملہ میں کسی قسم کا کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔ البتہ قیمت کے حوالہ سے یہ طے ہوتا ہے کہ وقتی طور پر سریے کا جو ریٹ چل رہا ہے، اس کے مطابق قیمت دیدی جائے، لیکن قیمت کا اصل فیصلہ ادائیگی کے وقت کی قیمت کو دیکھ کر کیا جائے گا اور وہ اس طرح کہ سریے کی ادائیگی کے وقت اگر ریٹ موجودہ ریٹ جتنا ہی رہا یا بڑھ گیا، تو اداشدہ قیمت ہی کافی ہوگی، ہاں اگر قیمت کم ہو گئی، تو اس وقت کی کم قیمت ہی فائنل ہوگی اور بقیہ رقم ٹھیکیدار کو واپس کر دی جائے گی۔ کئی اسٹیل ملز اسی طرح کا معاہدہ کر رہی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ خرید و فروخت کا یہ طریقہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تجارت انسانی زندگی کا ایک بہت بڑا شعبہ ہے اور اسلام اپنی جامعیت و کاملیت کی وجہ سے زندگی

کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔ تجارت کے متعلق بھی اسلامی اصول مقرر ہیں، لہٰذا کاروبار یا خرید و فروخت سے پہلے ہی مستند علماء و مفتیانِ کرام سے رہنمائی لے لی جائے، تو شرعی خرابیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اللہ پاک اہلِ علم سے رہنمائی لینے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ترجمہ: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

(پ14، سورہ النحل، آیت43)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی اصولوں کے خلاف معاہدے پر تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "مابال رجال یشترطون شروطاً لیست فی کتاب اللہ، ما کان من شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل، وان کان مائۃ شرط، فقضاء اللہ احق وشرط اللہ اوثق "ترجمہ: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں، جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے، اگرچہ سو شرطیں ہوں، اللہ عزوجل کا فیصلہ حق ہے، اور اللہ عزوجل کی جائز کردہ شرط قوی ہے۔

(صحیح البخاری، ج1، ص290، مطبوعہ کراچی)

اور جہاں تک سوال کا تعلق ہے، تو یاد رہے کہ مذکورہ طریقہ کار کے مطابق اسٹیل مِل اور ٹھیکیدار کا معاہدہ کرنا، ناجائز و حرام اور گناہ ہے اور اس کی وجہ سے یہ معاہدہ / ایگریمنٹ بھی فاسد ہو جائے گا، جسے ختم کرنا عاقدین یعنی ایگریمنٹ کرنے والوں پر لازم ہو گا۔

تفصیل اس مسئلہ کی کچھ اس طرح ہے کہ اسٹیل مل اور ٹھیکیدار کے درمیان ہونے والے معاہدے کی شرعی حیثیت عقدِ استصناع کی ہے۔ استصناع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آرڈر پر کوئی چیز تیار کروائی جائے اور یہاں بھی ٹھیکیدار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسٹیل مِل اتنی مدت تک سریا تیار کر کے دیدے، لہٰذا اس اعتبار سے یہ عقدِ استصناع ہوا۔ پھر استصناع باقاعدہ خرید و فروخت ہے اور خرید و فروخت درست ہونے کے بنیادی اصولوں میں چیز کی ایک قیمت طے ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر سودا ہو جائے، لیکن قیمت میں ایسی جہالت، اِبہام باقی ہو جو بعد میں جھگڑے کا باعث بنے، تو اس کی وجہ سے

ایگریمنٹ فاسد اور ناجائز ہو جاتا ہے، ایسا ایگریمنٹ کرنے والے گنہگار ہوتے ہیں، توبہ کے ساتھ ساتھ ان پر اس معاہدے کو ختم کرنا بھی واجب ہوتا ہے۔

اب پوچھی گئی صورت میں دیکھا جائے، تو اگرچہ وقتی طور پر سریے کی موجودہ قیمت دیدی جاتی ہے، لیکن جب یہ طے کیا جاتا ہے کہ "قیمت کا اصل فیصلہ ادائیگی کے وقت کی قیمت کو دیکھ کر کیا جائے گا" تو اس کی وجہ سے قیمت میں جہالت آجاتی ہے، کیونکہ معلوم نہیں کہ ادائیگی کے وقت قیمت کتنی ہو گی، لہذا ایک قیمت فِکس نہ ہونے کی وجہ سے یہ ایگریمنٹ حرام اور گناہ ہو گا۔ **خرید و فروخت درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ دیگر شرائط پوری کرنے کے ساتھ واضح لفظوں میں چیز کی ایک قیمت فِکس کی جائے اور بعد میں اسی قیمت پر چیز دینا طے ہو، اگرچہ ادائیگی کے وقت قیمت کچھ بھی ہو۔**

استصناع کے حوالے سے فتاوی ہندیہ میں ہے:"الاستصناع جائز في كل ما جرى التعامل فيه، كالقلنسوة والخف والاواني المتخذة من الصفر والنحاس وما اشبه ذلك استحسانا، كذا في المحيط،ثم ان جاز الاستصناع فيما للناس فيه تعامل اذا بين وصفا على وجه يحصل التعريف،اما فيما لا تعامل فيه-- لم يجز، كذا في الجامع الصغير وصورته:ان يقول للخفاف:اصنع لي خفا من اديمك يوافق رجلي ويريه رجله بكذا او يقول للصائغ صغ لي خاتما من فضتك وبين وزنه وصفته بكذا" ترجمہ: بیع استصناع استحساناً ہر اس چیز میں جائز ہے جس میں تعامل جاری ہو، جیسے ٹوپی، موزے اور پیتل و تانبے سے بنائے جانے والے برتن اور اس طرح کی دیگر چیزیں، ایسا ہی محیط میں ہے۔ پھر تعامل والی چیزوں میں بھی استصناع اس وقت جائز ہے جب اس کا وصف یوں بیان کر دیا جائے جس سے چیز کی معرفت و پہچان حاصل ہو جائے۔ بہر حال جس چیز میں تعامل نہیں اس میں استصناع بھی جائز نہیں، ایسے ہی جامع صغیر میں ہے اور استصناع کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص موزہ بنانے والے کو اپنا پاؤں دکھاتے ہوئے کہے کہ تم اپنے پاس موجود چمڑے سے میرے اس پاؤں کے مطابق موزہ بنا دو یا سنار کو کہے اپنی چاندی سے مجھے ایک انگوٹھی بنا دو اور اس کا وزن و صفت

وغیرہ بیان کردے۔ (فتاوی ہندیہ، ج3، ص207، مطبوعہ، دارالفکر، بیروت)

صحیح قول کے مطابق استصناع باقاعدہ خرید وفروخت ہے۔ تنویر الابصار مع در مختار میں ہے:

"صح الاستصناع بیعا، لا عدۃ علی الصحیح" ترجمہ: صحیح قول کے مطابق استصناع بطورِ بیع درست ہے، بطورِ وعدہ نہیں۔ (تنویر الابصار مع درمختار، ج7، ص502، مطبوعہ کوئٹہ)

اور خرید وفروخت میں ثمن کی جہالت بیع جائز ہونے کے مانع ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

"جھالۃ المبیع او الثمن مانعۃ جواز البیع اذا کان یتعذر معھا التسلیم" ترجمہ: مبیع یا ثمن کی جہالت بیع جائز ہونے کے مانع ہے، جبکہ اس کی وجہ سے سپرد کرنا متعذر ہو۔

(فتاوی ہندیہ، ج3، ص122، مطبوعہ دارالفکر)

اور صدرُ الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بیع کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بیان کرتے ہیں: "مبیع و ثمن دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ نزاع (جھگڑا) پیدا نہ ہو سکے، اگر مجہول ہوں کہ نزاع ہو سکتی ہو، تو بیع صحیح نہیں، مثلاً: اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچی یا اس چیز کو واجبی دام پر بیچا یا اس قیمت پر بیچا جو فلاں شخص بتائے۔"

(بہارِ شریعت، ج2، ص617، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

خاص بیع استصناع میں بھی ایک قیمت طے کرنا ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "کسی سے کوئی چیز اس طرح بنوانا کہ وہ اپنے پاس سے، اتنی قیمت کو بنادے، یہ صورت استصناع کہلاتی ہے کہ اگر اس چیز کے یوں بنوانے کا عُرف جاری ہے اور اس کی قسم وصفت وحال وپیمانہ وقیمت وغیرہا کی ایسی صاف تصریح ہوگئی ہے کہ کوئی جہالت آئندہ منازعت کے قابل نہ رہے۔۔ تو یہ عقد شرعاً جائز ہوتا ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج17، ص597تا598، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک مقام پر استصناع میں قیمت مجہول ہونے پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "عند التحقیق استصناع ہر حال میں بیع ہی ہے۔ کما نص علیہ فی المتون وصححہ المحققون

من الشراح ففی النقایة: الاستصناع باجل سلم تعاملوا فیه او لا وبلا اجل فیما یتعامل فیه بیع والمبیع العین لاالعمل اھ،ومثله فی الاصلاح والملتقی والتنویر وغیرها وفی الهدایة: الصحیح انه یجوز بیعا لاعدة والمعدوم قد یعتبر موجودا حکما و المعقود علیه العین دون العمل هوالصحیح اھ ملخصا ونحوه فی الایضاح والدر وغیرهما من الاسفار الغروقداوضحنا المقام مع ازالة الاوهام بتوفیق الملک العلام فیما علقناه علی ردالمحتار"ترجمہ: جیسا کہ متون میں اس پر صراحت کی گئی اور محقق شارحین نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔ پس نقایہ میں ہے: استصناع میں اگر مدت مقرر ہو، تو وہ سلم ہے، اس میں لوگوں کا عرف ہو یا نہ ہو اور بغیر مدت مقرر کرنے کے اگر اس میں عرف جاری ہو، تو وہ بیع ہے اور مبیع عین ہے، نہ کہ عمل۔ اور اسی کی مثل اصلاح، ملتقی اور تنویر وغیرہ میں ہے اور ہدایہ میں ہے: صحیح یہ ہے کہ یہ بطور بیع جائز ہے نہ کہ بطور وعدہ اور معدوم چیز کو کبھی حکمی طور پر موجود مان لیا جاتا ہے اور جس چیز پر عقد ہوتا ہے، وہ عین ہے، کام نہیں، یہی صحیح ہے۔

اور بیع ہرگز ایسی جہالتِ ثمن کا تحمل نہیں کر سکتی کہ اتنی مدت ہو، تو یہ قیمت اور اتنی ہو تو وہ۔ فی الخلاصہ:" رجل باع شیئا علی انه بالنقد بکذا وبالنسئة بکذا اوالی شهر بکذا اوالی شهرین بکذا،لم یجز"ترجمہ: خلاصہ میں ہے کہ ایک شخص نے کسی چیز کو اس طرح بیچا کہ نقدا اتنے کی ہے اور ادھار اتنے کی ہے یا ایک مہینے کی مدت تک اتنے کی اور دو ماہ کی مدت تک اتنے کی ہے، تو یہ جائز نہیں۔ تو استصناع میں اگرچہ ایک مہینہ یا اس سے زائد نہ ہو، جب ایسی تردید کی جائیگی، عقد فاسد ہو گا اور فسخ واجب۔" (فتاوی رضویہ، ج17، ص599تا600، رضافاؤنڈیشن، لاهور)

بحرین کے ادارے AAOIFI کی طرف سے مرتب کردہ کتاب "المعاییر الشرعیه" جسے مسلم دنیا میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے، اس میں عقدِ استصناع کے متعلق ہے:"عقد الاستصناع ملزم للطرفین اذا توافرت فیه شروطه وهی: بیان جنس الشیء المستصنع ونوعه وقدره

واوصافه المطلوبة ومعلومية الثمن وتحديد الاجل ان وجد" ترجمہ: استصناع فریقین کے لئے عقدِ لازم ہے، جبکہ اس میں استصناع کی شرائط پائی جائیں اور وہ تیار کی جانے والی چیز کی جنس، نوع، مقدار اور اس کے مطلوب اوصاف کو بیان کرنا، ثمن کا معلوم ہونا اور اگر مدت ہو، تو اسے متعین کرنا ہیں۔

(المعاییر الشرعیہ، المعیار الشرعی رقم:11، ص298، مطبوعہ بحرین)

مزید اسی میں استصناع کے جواز کی شرائط کے بیان میں ہے:" ان یکون ثمن الاستصناع معلوما ھو نفی الجھالة والغرر المفضیین الی المنازعة" ترجمہ: استصناع جائز ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ استصناع کا ثمن معلوم ہو اور وہ (ثمن سے) جھگڑے کی طرف لے جانے والی جہالت اور دھوکے کو دور کرنا ہے۔ **(المعاییر الشرعیہ، المعیار الشرعی رقم:11، ص314، مطبوعہ بحرین)**

عقدِ فاسد کرنے کی وجہ سے عاقدین گنہگار ہوتے ہیں، لہذا اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔ العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے:" ویجب علی کل واحد منھمااى من البائع والمشتري فسخه قبل القبض او بعده مادام فی ید المشتری اعداما للفساد، لانه معصية، فيجب رفعها" ترجمہ: بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کے لئے (مبیع پر) قبضہ کرنے سے پہلے اور قبضہ کے بعد بھی جب تک مبیع باقی ہو، بیع فاسد کو ختم کرنا ضروری ہے، تاکہ فساد ختم ہو جائے، کیونکہ عقدِ فاسد کرنا گناہ ہے، لہذا اس کو ختم کرنا واجب ہے۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، ج2، ص120، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

سریے کی خریداری کی مدت ایک ماہ سے زیادہ بھی ہوتی ہے، اس کے باوجود اسے استصناع کہا گیا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ استصناع میں ایک ماہ سے زیادہ مدت طے کرنے کی صورت میں اگرچہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک وہ بیع سلم بن جاتی ہے اور اس میں بیع سلم کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، لیکن صاحبین علیہما الرحمۃ کے نزدیک وہ بیع استصناع ہی رہتی ہے اور ہمارے دور کے جید علمائے کرام نے صاحبین کے قول پر فتوی دیا ہے، جیسا کہ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف نے اپنے چھٹے فقہی سیمینار

میں دفع حرج شدید کے پیشِ نظر صاحبین کے قول پر فتوی دیا، یوں ہی مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے بھی فلیٹوں کی بیع استصناع میں حاجت شرعیہ و تعامل کے پیشِ نظر صاحبین کے قول پر فتوی دیا ہے۔

لہٰذا صاحبین کے مفتی بہ قول کے مطابق اگر گاڑیوں کی بکنگ میں ایک ماہ یا زیادہ کی مدت طے کر لی جائے، تب بھی وہ بیع استصناع ہی رہے گی۔

مجلسِ شرعی کے فیصلوں میں ہے: ”مذہبِ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ جو ماخوذ و مفتیٰ بہ ہے، اس کی رو سے اس وقت ”بیع استصناع“ نہیں ہو سکتی جب کہ ایک ماہ یا زیادہ دنوں کی مدت بیع میں مذکور ہو، لیکن صاحبین رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ تعامل کی صورت میں ذکرِ مدت کے ساتھ بھی استصناع جائز ہے اور مدت کا ذکر تعجیل پر محمول ہو گا۔۔ مذہبِ امام اعظم سے عدول کے لیے حاجتِ شرعیہ متحقق ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ بہت سے شہروں میں اس طریقہ خرید و فروخت پر عوام و خواص کا عمل درآمد ہے۔ ایسی صورت میں صاحبین علیہما الرحمۃ کے نزدیک ایک ماہ یا زیادہ مدت ذکر ہونے کے باوجود استصناع جائز ہے اور قولِ صاحبین بھی باقوت ہے، اس لیے اس صورت کو استصناع کے دائرے میں رکھتے ہوئے قولِ صاحبین پر جائز ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔“

(مجلسِ شرعی کے فیصلے، ج1، ص238تا239، والضحی پبلی کیشنز)

و اللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

28صفر المظفر 1445ھ/15ستمبر 2023ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جا سکتی ہے